ڈاکٹر ناصر رانا
ایسوسی ایٹ پروفیسر و ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ کوالٹی ایشورنس
گورنمنٹ دیال سنگھ کالج، لاہور

ہاشم شاہ اور اُن کا ایک غیر مطبوعہ پنجابی بارہ ماسہ

Hashim Sha (1735-1849) is familiar as a poet in Urdu, Persian & Hindi, but promoted in Punjabi poetry. Sassi Punnoo was published in 1871 followed by Shereen Fahad after one year and Dohray in 1928. "Bara Masa" was lying as a manuscript in Deewan-e-Hashim Shah which conducts topic of desertion and forsakings.

ہاشم شاہ پنجابی کے اُن شاعروں میں سے ہیں جنہوں نے زبان و ادب کو جگر کا خون دے کر اس قابل بنایا کہ پنجاب کے بیٹے اس پر فخر کر سکیں اور کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ اور کسی بھی تقابل میں اُن کا کلام پیش کرتے ہوئے جھجک محسوس نہ کریں۔ ہاشم نے اپنے کلام کو اوجِ کمال تک پہنچایا پر جہاں فن کار محض شاعر ہی نہیں رہ جاتا بلکہ فکری حوالے سے ماورائی منازل کی تلاش کرتا دکھائی دیتا ہے۔اُن کی شاعری لوک روایتوں، لوک جذبوں اور تمناؤں کی شاعری ہے۔ انہوں نے اپنے کلام میں تقریری کی لذت پیدا کر کے قاری کے دل میں جگہ بنا لی ہے۔

وہ پنجابی کے ان گنے چنے شاعروں میں سے ایک ہیں جن کا کلام پڑھ کر لوگ تب بھی محظوظ ہوتے تھے اور آج بھی ان کا اثر نہ صرف زمانہ ٔ پارینہ کی طرح ہے بلکہ بڑھ رہا ہے۔ ہاشم شاہ ۱۷۳۵ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۴۳ء میں جگ دیو ضلع امرتسر میں انتقال ہوا اور وصیت کے مطابق تھرپال ضلع نارووال میں سپرد خاک کیے گئے۔۱

فقیر محمد فقیر نے ہاشم شاہ کو عوامی شاعر قرار دیا ہے۔ انہوں نے شاعر کی جائے پیدائش اور جائے سکونت کے بارے یہ شعر دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ہاشم نے یہ اشعار رنجیت سنگھ کا مرثیہ لکھتے ہوئے کہے ہیں ۔
مہا راجا رنجیت سنگھ کہن جنہوں سرکار

مہاں سنگھ گھر جمیا ، مہا بلی اوتار
اس نے سانوں بخشیا ایہہ پنڈ گراں
ایس سبب جگدیوں تھرپالیں بیٹھے آں ۲

ممتاز احمد ہاشمی مجلّہ ''لیکھ'' لاہور میں اپنے مقالے ''اک وِسریا شاعر محمد حیات شاہ قادری نوشاہی'' میں یہ اشعار ہاشم شاہ کے پوتے حیات شاہ کے بتاتے ہیں۔۳

اس سے پہلے شفیع عقیل محولہ بالا اشعار کی ہاشم شاہ کے کسی قصیدے کے ساتھ پیارا سنگھ پدم، ڈاکٹر موہن سنگھ دیوانہ اور بالخصوص فقیر محمد فقیر کی طرف سے قائم کی گئی نسبت کو رَد کر چکے ہیں۔۴ لیکن وہ ان اشعار کی اصل تک نہیں پہنچ سکے تھے۔
ہاشم شاہ کی جائے پیدائش کے بارے میں ڈاکٹر ثریا احمد اپنے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے 'سید ہاشم شاہ : اوہناں دا دَور تے شاعری' میں لکھتی ہیں:

''ایہناں دے خاندان دے افراد نے ذاتی ملاقات وچ وی ایہناں تمام تذکرہ نگاراں دی تحقیق نوں رَدّ کیتا اور تصدیق

کیتی کہ ایہناں دی پیدائش دا مقام جگد یو کلاں نہیں بلکہ مدینۃ الرسول ہے۔ جھدے ثبوت وچ اوہناں کول اوہ تمام شواہد اور مواد موجود ہے۔'' ۵

ممتاز احمد ہاشمی اپنے ایک مضمون 'حضرت سید محمد ہاشم شاہؒ قادری نوشاہی' میں تھرپال کے بارے میں اِن اشعار کی تخلیق پر ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

''جو شعر سردار مہان سنگھ کے مرثیے کا حوالہ دینے کے لیے لکھے جاتے ہیں وہ ہاشم شاہ صاحب کے نہیں بلکہ حیات شاہ کے ہیں جو ہاشم شاہ کے پوتے ،عظیم شاعر اور ولی اللہ تھے۔ ان اشعار کے بارے ہاشم شاہ کے پڑپوتے عالم شاہ بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ حیات شاہ کا ایک مرید نارووال کے مضافاتی گاؤں ڈھبلی والا سے کچھ احباب کے ساتھ تھرپال آیا۔ شام ہونے کو آئی تو واپس جانے کے لیے اجازت طلب کی۔ جواب ملا ''رہو بھلیو جا کے کیہ کرنا جے؟'' وہ لوگ رات رہنے کے لیے راضی ہو گئے۔ ان دِنوں لنگر رات دن جاری رہتا تھا۔ انہوں نے رات کا کھانا کھایا اور رات حیات شاہ کے ڈیرے ہی پر گزاری۔ فجر کی نماز بھی حیات شاہ ہی کی امامت میں پڑھی۔ بعد میں درس سُنتے رہے۔ درس سے فارغ ہو کر مسجد سے نکل کر ڈیرے پر پہنچے۔ خلقت جمع ہو چکی تھی۔ ان میں سے زیادہ قریبی دیہات سے آئے بیمار آدمی تھے جو دوا لینے آئے تھے۔ البتہ ان میں کچھ لوگ اُن کے مرید بھی تھے۔ حیات شاہ نے پہلے مریضوں کو فارغ کیا اور پھر مریدوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دینی، دُنیاوی موضوعات پر باتیں شروع ہو گئیں۔ وہ مریدوں کی راہ نمائی فرماتے رہے۔ باتوں باتوں میں وقت گزرنے کا پتا ہی نہ چلا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو قریب کے ایک گاؤں ارُود افغاناں کے کچھ لوگ آ گئے۔ ان کے ساتھ بعض موضوعات پر باتیں شروع ہو گئیں۔ پھر عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھ کر ڈیرے پر واپس آئے تو 'ڈھبلی والا' سے آئے لوگوں نے دوبارہ واپس جانے کی اجازت چاہی۔ ان کو دوبارہ جواب ملا: ''رہو بھلیو جا کے کیہ کرنا جے؟ تہاڈا ساڈے کول دل نہیں لگدا؟'' اس طرح وہ رات حیات شاہ سرکار کے ڈیرے پر گزاری۔ تیسرے دن انہیں جانے کی اجازت ملی تو ان میں سے ایک آدمی کہنے لگا: ''سرکار! تہاڈے کولوں جان نوں دل تے نہیں کردا پر دُنیا دار جو ہوئے، ہور وی ذمہ داریاں نبھاؤنیاں پیندیاں نیں۔ مینوں سرناواں لکھ دیو آپ آؤن توں پہلاں خط پتر لکھ کے تہاڈی ایتھے موجودگی دا پتا کر لیا کراں گے۔'' حیات شاہ نے ایک مرید کو حکم دِیا کہ مسجد کے حجرے کی الماری سے کاغذ، قلم اور دوات لے آؤ اور جیسے میں بولتا ہوں، سرنامہ لکھ دو۔ وہ مرید گیا اور کاغذ، قلم، دوات لے آیا۔ حکم ہوا لکھو:''٦

یہاں سی حرفی کے چار بند لکھ کر مقالہ نگار بتاتے ہیں کہ حیات شاہ نے تھوڑے ہی وقت میں پوری سی حرفی لکھوا دی۔ پھر لکھتے ہیں:

''......پرانے بزرگ جانتے ہیں کہ ان دنوں رعیہ خاص ضلع سیالکوٹ کی تحصیل تھی۔ بعد میں جب نارووال کو تحصیل کا درجہ دِیا گیا تو اس طرح کا ایک اور واقعہ پیش آیا۔ اس موقعے پر انہوں نے جو سرنامہ لکھ کر دِیا اس کے اشعار یوں ہیں ؎

ہاشم شاہ جگدیاں وچ ہوئے جو مشہور
جانے خلقت اوہناں نوں کیا نیڑے کیا دُور
ہاشم شاہ دا پوترا باپ محمد شاہ

میرا نام حیات شاہ ہونا انت فنا
پنڈ میرا تھرپال ہے نارووال تحصیل
لہندے طرف تحصیل دے پینڈا ہے دَس میل
مسجد تے مکان ہے پنڈوں طرف پہاڑ
ہاشم شاہ دا اوتھے ہے مزار
ہرگز کسے نہ پچھ توں پتا نشان سبیل
عاجز تائیں ملن دی جے کر کریں دلیل
اپنا ایس مقام تے کیوں کر ہویا آ
اوہ بھی تینوں دَسناں تھوڑی بات سُنا
مہا راجا رنجیت سنگھ کہن جنہوں سرکار
مہاں سنگھ گھر جمیا مہابلی اَوتار
اوس نے سانوں بخشیا سی ایہہ پنڈ گراں
ایس لئی جگدیاں تھیں تھرپالیں بیٹھے آں
اک دن لوکاں آکھیا رَل کے مینوں آ
شعر بنا کے اپنے سانوں کوئی سُنا
خاطر اوہناں بیٹھ کے رَب تھیں منگ دعا
جیسی میری عقل سی دِتے بیت بنا
پڑھے پڑھائے جو کوئی کرسی مینوں یاد
نام خدا دے فاتحہ آکھے ایہو مراد' ۷

یوں وہ اشعار جو ہاشم شاہ کے رنجیت سنگھ کے لیے لکھے قصیدے کے طور پر الحاق کیے گئے تھے، ان کی اصل بھی سامنے آ گئی اور اشعار کی فنی طور بھی اصلاح ہو گئی۔ اشعار دوبار ملاحظہ فرمائیے ؎

مہا راجا رنجیت سنگھ کہن جنہوں سرکار
مہاں سنگھ گھر جمیا مہابلی اَوتار
اوس نے سانوں بخشیا سی ایہہ پنڈ گراں
ایس لئی جگدیاں تھیں تھرپالیں بیٹھے آں

ہاشم چار سال کی عمر میں اپنے والد حاجی محمد شریف کے ساتھ جگ دیو آئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور پھر بٹالہ جا کر امیراللہ سے رمل اور نجوم سیکھا۔ اُن کی دلچسپی طب میں تھی اسی لیے اِسے پیشے کے طور پر اپنایا اور اسی میں نام پیدا کیا۔ ۸

ڈاکٹر لاجونتی رام کرشن اپنی تحقیق کی روشنی میں اُن کی رنجیت سنگھ کا درباری شاعر کی حیثیت کا انکار کرتی ہیں۔ ۹ بلکہ قصہ'' شیریں فرہاد'' میں اُن کے تین ایسے اشعار موجود ہیں جن میں وقت کے راجاؤں اور بادشاہوں کی مذمت کی گئی ہے۔ ' 'شیریں فرہاد' کا وہ نسخہ جس میں بادشاہوں کی مذمت کی گئی ہے، ۱۸۱۲ء کی مُہر کے ساتھ نمبر ۵۴۴۴/۴۸ کے تحت ریکارڈ

آفس شملہ میں موجود ہے۔ اس پر لگی مہر شاہی دربار کی ہے جس سے از خود واضح ہو جاتا ہے کہ یہ نسخہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں موجود تھا۔ ہم نے ''شیریں فرہاد'' کا خاندانی قلمی نسخہ بھی دیکھا ہے جس میں یہ شعر مرقوم ہے۔۱۰

ہاشم درباری شاعر ہوتے تو ایسے شعر لکھنے کی وجہ سے اُن کی سرزنش ہوتی نہ کہ تھرپال جیسی خزانے بھری زرعی زمین کی عطاء۔ وہ تین اشعار یہ ہیں ؎

کہہ ہُن حال حقیقت ہاشم ہُن دے بادشہاں دی
ظلموں کوک گئی اسمانیں ، دُکھے ریش وِلاں دی
آدمیاں دی صورت وِسدے ، راکھشس آدم خورے
ظالم ، چور ، پلید زناہیں ، خوف خدائیوں کورے
بس ہُن ہور نہیں مَیں کہندا خوب ایہو ، چُپ رہنا
ایہہ گل نہیں فقیراں لائق ، بُرا کسے نوں کہنا ۱۱

ڈاکٹر شہباز ملک مجلّہ ''کھوج درپن'' جنوری۱۹۷۶ء کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''مہاراجا رنجیت سنگھ دے ہم عصر (سمکالی) پنجابی ادب وچ مہاراجا بارے جو کجھ ملدا اے اوہدا نتارا نوجوان کھوجی دھرم سنگھ ہوراں بڑے سوہنے ڈھنگ وچ کیتا اے۔ ایہدے وچ اوہناں شاعر سوندھا، ساون یار، کوی بڈھ سنگھ احمد یار، گنیش داس پنگل، پورن سنگھ، حاکم سنگھ، سی حرفی جنگ نامہ ہری سنگھ دا معلوم شاعر تے جعفر بیگ ،سب شاعراں دا مہاراجا بارے لکھیا ادب اک بنّے کڈھ دتا اے پر ہاشم بارے اک لفظ نہیں آکھیا۔ بھاشا وِبھاگ والیاں ہاشم دے بارے ایہہ گل ماری دیاں منّی اے کہ ہاشم اپنے ویلے دے راجیاں یاں حاکماں دی نکھیدی کردا اے۔''۱۲

قرائن بتاتے ہیں کہ رنجیت سنگھ کے ساتھ اُن کا تعلق طبیب کی حیثیت سے تھا۔ اُس کی ایک رانی سخت بیمار ہوئی۔ کئی حکیموں اور ویدوں نے علاج کیا لیکن وہ ٹھیک نہ ہوئی۔ ہاشم کو بھی علاج کے لیے بلایا گیا اور اُن کے علاج سے وہ تن درست ہوگئی۔ اس پر خوش ہو کر راجا نے اُن کو گاؤں تھرپال انعام کے طور پر دیا۔۱۳

ہاشم کی پنجابی، اردو، ہندی اور فارسی میں تخلیقات موجود ہیں جن میں سے اُن کا صرف پنجابی کلام کتابچوں کی صورت شائع ہوا ہے۔ پنجابی شاعری میں سے سب سے پہلے ۱۸۷۱ء میں ''سسی پنوں'' اس کے ایک سال بعد ''شیریں فرہاد'' اور ۱۹۲۸ء میں ''دوہڑے'' شائع ہوئے۔ درمیان میں ''زبدۃ الرمل''، ''سی حرفی در مدح شیخ عبدالقادر جیلانی''، ''شلوک ہاشم''، ''طب ہاشم''، ''گیان مالا'' اور ''ہیر رانجھا'' وغیرہ بھی شائع ہوئیں جن کی حیثیت چند صفحات کے کتابچوں کی سی رہی لیکن یہ تواتر سے شائع ہوئیں۔ نقل درنقل ایک ایک کتاب/کتابچہ کئی کئی پبلشروں نے بھی شائع کیا۔ بعض اوقات ان کتابوں کے پبلشر بھی واضح نہیں رہے البتہ وقتاً فوقتاً یہ کتابیں اور کتابچے (سوائے ہاشم شاہ: مرتبہ و مترجمہ شفقت تنویر مرزا کے) لاہور ہی سے شائع ہوئے۔ پبلشروں میں اللہ والے کی قومی دکان، ملک چنن دین تاجر کتب، گلاب سنگھ، سیٹھ آدم جی عبداللہ، جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز، جی این سنز، چراغ دین سراج دین، منشی عزیز الدین ، شیخ برکت علی، ملک بشیر احمد، منشی عزیزالدین، بڑا کتب خانہ، پنجابی ادبی اکیڈمی اور اسلام آباد کا لوک ورثے کا قومی ادارہ شامل ہیں۔

ہاشم شاہ کی کئی تحریریں اور بہت سا کلام جو اُن کی اولاد میں جگہ جگہ بکھرا پڑا ہے، تا حال طباعت کے انتظار میں ہے۔ اس

بکھرے ہوئے کلام تک رسائی میں کئی طرح کی دشواریاں ہیں بہر حال کچھ اہلِ دل اسے سامنے لانے میں کوشاں بھی ہیں۔ زیرِ مطالعہ ''بارہ ماسہ'' ایسے ہی کلام میں سے ایک فن پارہ ہے۔ یہ شاعر کی پانچویں نسل میں ممتاز احمد ہاشمی کے پاس محفوظ ''دیوان ہاشم شاہ'' میں سے ہے۔ یہ ''دیوان'' دراصل ایک بیاض ہے جو ہاشم شاہ کی چوتھی نسل میں سے محمد اکبر شاہ نے شاعر کے بیٹے محمد شاہ اور پوتے حیات شاہ کی قلمی بیاضوں سے نقل کیا ہے جو رشتے میں نقل کنندہ کے دادا اور پردادا ہیں۔ اس بیاض میں شاعر کا فارسی، اردو اور پنجابی کلام اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس میں موجود کم و بیش سارا پنجابی کلام کسی نہ کسی صورت شائع ہو چکا ہے سوائے ایک ''بارہ ماسہ'' کے؛ اور یہی فن پارہ ہمارے زیرِ مطالعہ ہے۔

ان کے فارسی کلام کے تعارفیے میں ہمیں حیرت ہو رہی تھی کہ عرب کے اس مہاجر بچے نے عربی کی بجائے مشرقی زبانوں میں کمال کر دکھایا ہے۔ وہاں لکھا گیا:

> ''نہیں معلوم کہ مدینہ کا عرب بچہ چار سال کی عمر میں پنجاب کی سرزمین پر پہنچ کر پنجابی زبان سے اتنا مانوس کیسے ہو گیا کہ اس نے ابنائے پنجاب کے مقابلے میں سسی کا شہرہ آفاق قصہ لکھ دیا۔ اسی قصے کی وجہ سے جہاں قصہ سیف الملوک لکھنے والوں میں میاں محمد بخش، ہیر رانجھا لکھنے والوں میں وارث شاہ، یوسف زلیخا کے شعراء میں مولوی غلام رسول عالم پوری اور سوہنی مہینوال کے قصہ گو شاعروں میں فضل شاہ نواں کوٹی کو اعتبار حاصل ہوا وہیں سسی پنوں لکھنے والوں میں اس عرب نژاد کو عالی مرتبت شمار کیا گیا۔''[۱۴]

زیرِ نظر بارہ ماسہ شمسی یا دیسی سال کے مہینوں کے ناموں پر تعمیر کیا گیا ہے اور مہینوں کا آغاز ''چیت'' سے کیا گیا ہے۔ ساڑھے چار چار مصرعوں پر مبنی ہر بند کے یہ بارہ ماہ ہجر و وصال کا موضوع رکھتے ہیں۔ ہیئت کے حوالے سے چار مصرعوں کے بعد آدھا مصرع بڑھایا گیا ہے۔ محمد اکبر شاہ کا نقل کردہ اندازاً ۷۰ سال پہلے کا یہ قلمی نسخہ خستہ ہے؛ مستزاد یہ کہ پچھلے کوئی تیس چالیس برسوں میں عکسی نقل در نقل کے عمل سے گزرنے کے باعث مسودہ پڑھنے میں کافی دشواری کا سامنا رہا اور کئی جگہ الفاظ التباس کا شکار رہے۔ کلام میں کئی جگہ فنی پہلو بھی توجہ طلب ہیں۔ زبان بالخصوص اُس عہد کی ہے جب خطۂ پنجاب میں پنجابی اور اردو الگ زبانوں کے طور پر نہیں دیکھی جاتی تھیں۔ یاد رہے کہ ہاشم شاہ اردو شاعر نظیر اکبر آبادی (۱۷۳۵ء تا ۱۸۳۰ء) کے ہم عصر ہیں۔ اس زمانے میں پنجابی میں اردو شاعری کی آثار کم کم ہی دکھائی دیتے ہیں۔ لہٰذا یہاں کی زبان اگر اردو کی طرف قدم اٹھاتی ہے تو ایک تو ہاشم اس میں پہل کرتے دکھائی دیتے ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ زبان اسی طرح کی ہو سکتی تھی جو ہاشم شاہ نے اختیار کی!

ہاشم کے ہاں جگہ جگہ خطے میں رائج چاروں زبانوں یعنی پنجابی، ہندی، فارسی اور اردو آپس میں ملی جلی دکھائی دیتی ہیں۔ اُن کی اردو فارسی، پنجابی ہندی، ہندی فارسی اور پنجابی فارسی وغیرہ کی آمیزش کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ زیرِ مطالعہ بارہ ماسہ بھی پنجابی، ہندی اور اردو کی واضح آمیزش کا نمونہ ہے۔

یہ غیر مطبوعہ بارہ ماسہ محققین کی نظرِ انتخاب کی خاطر یہاں پیش کیا جا رہا ہے ؎

چیت

چڑھی چیت رُت بہار اُداس
سکھی سب پھول رہے بن باس
بجھی نہیں کٹھن پریم کی پیاس
برہوں نے اڈیک ودھائی آس

پیا ملن کی آس

بساکھ

جگت میں بہی بساکھ بہار
سکھی کس کام پیا بن نار
نہ بھاوے شیش محل گھر بار
جیون اپھل پچھ سنسار
پیا کے درس بن

جیٹھ

چڑھیو جب جیٹھ نہ آیو میت
پیا نے منوں وساری پریت
گئی ہے عمر ہماری بیت
سکھی ایہہ کٹھن پریم کی ریت
پیا بن کٹھن ہے

ہاڑ

مہینہ بیتیا ہاڑ جیون سار
سکھی بن کنت سیج انگیار
اگن کے رُوپ ہار شنگار
جیون زہر دِسے بن یار
پریم کی کیتکی

ساون

ساون پینگھاں گھر گھر پئیاں
ہسّن کھیڈن گاون سئیاں
رَل مل ندی کنارے گئیاں
سانوں کھیڈاں وِسر گئیاں
ماری درد دی

بھادوں

بھادوں ماہ میگھ گھل آوے
گہری رات بوند برساوے
بجلی چمکے چمک ڈراوے
پاپی جان نہ نکل جاوے
پیا تھوں وِچھڑی

اسّوں

اسّوں آس ہماری رہی
جس نوں بنی جیو پر سہی
حقیقت کسے پاس نہیں کہی
ہے جس کو لگن جانتا وہی
ہمارے جیو کی

کاتک

کاتک لکھوں میت کو پاتی
نینیں نیند نہ آوے راتی
تَیں بن برہوں سول کی چھاتی

جلدی اُٹھ پھر جیون باتی
پریت پریم کی

مگھر

مگھر ماہ موہ نہیں بھاوے
پل پل جیو بہت دکھ پاوے
پیا کو کوئی جا سمجھاوے
تیں بن گھڑی چین نہ آوے
برہوں کے درد کی

پوہ

جوبن پوہ میت نہیں پاون
تو بکھ * کھائے ترت مر جاون
دکھ سکھ پاپ دینہ تج جاون
دکھیے جنم پھیر نہیں آون
جیوت پھیر نہ ہون

ماگھ

چڑھیو ماگھ کنت گھر آیو
تب ہم ہار انگ سب لایو
بسری بپت پریم ، سکھ پایو
مانوں ، جنم دُکھ نہیں پایو
ایسی سن بھئی

پھاگن

پھاگن بھاگ ، پھیر مل کھیلے
بسری کونج ڈار کو میلے
ایسے پریم پرم کے چیلے
جانی یار جیو کے میلے
ہاشم بھی ہیلے ۱۵

حوالہ جات

۱۔ سسی پنوں مرتبہ سید ممتاز احمد ہاشمی، پاکستان پنجابی فکری سانجھ، لاہور۲۰۰٦ء ص۱۷ تا ۲۰

۲۔ مہکدے پھل: فقیر محمد فقیر، تاج بک ڈپو لاہور۱۹۵۹ء ص۵۹

۳۔ مجلّہ 'لیکھ' پاکستان پنجابی فکری سانجھ، لاہور، جنوری تا جون ۲۰۰۸ء ص۱۹

۴۔ پنجابی کے پانچ قدیم شاعر: شفیع عقیل، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، دوسرا ایڈیشن 1994ء ص ۵۱۔۵۰

۵۔ سید ہاشم شاہ-اوہناں دا دور تے شاعری: ثریا احمد، مقالہ پی ایچ۔ڈی (پنجابی) پنجاب یونیورسٹی لاہور ص٦۹

٦۔ ادب معلّٰی، سہ ماہی، اکادمیات، لاہور، اپریل تا جون ۲۰۱۵ء ص۵۲

۷۔ ایضاً ص۵۳

۸۔ دوہڑے ڈیوڑھے سید محمد ہاشم شاہ مرتبہ سید محمد انوار الحق نظامی و سید ممتاز احمد ہاشمی، ہاشم شاہ میموریل ٹرسٹ، لاہور۲۰۱۲ء

ص۲۲تا۲۴

۹۔ Panjabi Sufi Poets, Lajwanti Ramakrishna. New Delhi: Ashajanak Publications, 1973, p38

۱۰۔ شیریں فرہاد (قلمی نسخہ) ہاشم شاہ، مملوکہ ممتاز احمد ہاشمی ۴۹۔ بلال پارک، ملتان روڈ لاہور

۱۱۔ شیریں فرہاد سید محمد ہاشم شاہ مرتبہ ممتاز احمد ہاشمی، الریحان پبلشرز، سرکلر روڈ لاہور س ن ص۶

۱۲۔ نتارے، ص۱۹۲

۱۳۔ اسی صورت حال پر حیات شاہ نے یہ اشعار کہے۔

مہا راجا رنجیت سنگھ کہن جنہوں سرکار
مہاں سنگھ گھر جمیا مہابلی اَوتار
اوس نے سانوں بخشیا سی ایہہ پنڈ گراں
ایس لئی جگدیاں تھیں تھرپالیں بیٹھے آں

۱۴۔ محمد ہاشم شاہ کا فارسی کلام، ناصر رانا، ڈاکٹر، مجلّہ کاوش، شعبہ زبان و ادبیات فارسی، دانش گاہ جی سی لاہور، شمارہ۔۱۸، سال۱۲۔۲۰۱۱

* تو بکھ: توبیخ: جھڑک، طعن و تشنیع۔ مراد ہے کہ پوہ کے مہینے میں جن کے محبوب اُن سے دُور ہوں اُن کو سماج سے طعنے ملتے ہیں جن کے باعث انہیں شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔

۱۵۔ دیوان ہاشم شاہ (قلمی)، مملوکہ ممتاز احمد ہاشمی، لاہور ص۸۱ تا ۸۴